ففشا (غلام گردش)

سچ سے کیا تعلق؟

بے حسی کا عالم یہ ہے کہ بڑے سے بڑے حادثہ پر بھی کوئی افسوس نہیں ہوتا۔منافقت اس وقت سکہ رائج الوقت ہےاور جھوٹ اس ریاست کا اصل زر! باتیں سنیں،تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے سب سے ذہین، فطین، سچے،کھرے اور صاحب الرائے لوگ اس ملک میں موجود ہیں۔جب حالات کا جائزہ لیں تو دل ڈرتا ہے۔ہر نظریے کی اپنی اپنی دکان ہے۔مقصد صرف ایک کہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" میں کیسے پیسے کمانے ہیں۔ڈاکو دوسروں کو بے ایمان کہہ رہے ہیں۔بحری قزاق ثابت کر رہے ہیں کہ اصل پارسا تو ہم ہیں۔مجھے پانامہ لیکس سے کوئی لینا دینا نہیں۔کوئی حیرت نہیں۔یہاں تو ہر شہر، گاؤں،بستی اور قصبہ میں روحانی، علمی،اقتصادی،اخلاقی اور سرکاری رہزن بیٹھے ہیں۔یہاں تو کروڑوں پانامہ لیکس ہیں۔بے نامی اکاؤنٹ،بے نامی جائدادیں اور بے نامی جواہر، ہر طرف موجود ہیں۔ہمت ہے تو شکایت کر کے دکھائیں۔منٹوں میں گردن زنی کردی جائیگی۔سب سے زیادہ لوٹ مار پڑھے لکھے طبقے نے برپا کی ہے۔اَن پڑھ تو خیر طاقت میں آنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتا۔

افسوس اس بات کا بھی ہے کہ ہر معتبر نظر آنے والے شخص ہمیں بیوقوف بنا سکتا ہے۔آخر کیوں؟ کوئی نئی سیاسی پارٹی کا سودا بیچ رہا ہے۔کوئی پوشیدہ محسنوں کی خدمت کر رہا ہے۔کوئی دنیاوی فرشتوں کے ساتھ کھڑا ہے۔ششدر رہ جاتا ہوں جب کسی بھی مقتدر یا دانشور شخص کو وہ بات کہتے سنتا ہوں،جسکا اسکی عملی زندگی پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔یہاں کے درویش بھی امیر آدمی کے گھر قیام کرنا پسند کرتے ہیں۔تاریخ کا طالبعلم ہونے کے باوجود میں ہزاروں سال پہلے کی درخشاں مثالیں دینے سے کتراتا ہوں۔مثال تو وہ ہے جو آج کے زمانے میں سانس لے رہی ہے۔بوسیدہ کتابوں میں مقید لاتعداد روشن مثالیں کسی قوم کے مستقبل کو نہیں بدل سکتیں۔یہ قدرت کا قانون ہے جو کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔

بتایئے، کیا برطانوی وزیر اعظم ونسٹن چرچل غلط تھا، جب ہمارے آنے والے قائدین کے متعلق ہاؤس آف کامنز میں تقریریں کر رہا تھا۔حوصلہ ہے تو سنیے۔تصدیق بھی کیجئے۔"ان ملکوں کا اقتدار غنڈوں، بدقماش اور ڈاکوؤں کے ہاتھ میں چلا جائیگا۔انکے آنے والے قائدین انتہائی پست ذہنیت کے مالک ہونگے اور انکا کردار تنکے سے بھی کمتر ہوگا۔انکی باتیں بہت میٹھی ہونگی۔مگر انکے دل بہت کرخت ہونگے۔وہ اقتدار کیلئے ایک دوسرے سے دست و گریباں رہینگے۔یہ ملک سیاسی سازشوں میں دفن ہوجائینگے۔ایک دن آئیگا جب ان ممالک میں ہوا کی قیمت بھی وصول کی جائیگی۔"ہمت ہے تو اور سنیے، ونسٹن چرچل نے یہاں تک کہا" کہ برصغیر میں اقتدار جس نام نہاد سیاسی طبقے کو منتقل کیا جا رہا ہے۔ان میں کسی کا کوئی کردار نہیں ہے۔صرف چند برسوں میں یہ طبقہ پر ہر طرف زوال لے آئیگا"۔میرا مقصد کسی کی تضحیک کرنا نہیں۔صرف آئینہ دکھانا ہے کہ ہماری خصلت اور عادات سے تمام دنیا واقف ہے۔

ہر وقت بتایا جا رہا ہے کہ پورے ملک میں امن بحال ہو رہا ہے۔جرائم کم ہو رہے ہیں۔مجرموں کی بیخ کنی کردی گئی ہے۔مگر دنیا ہماری اس بات کو قطعاً تسلیم نہیں کر رہی۔گلوبل پیس انڈکس (Global Peace Index) ایک مستند ترین پیمانہ ہے جسے

دنیا میں تمام ممالک کیلئے ترتیب دیا گیا ہے۔ 162 ممالک کا غیر جذباتی طریقے سے امن وامان کے زاویے سے جائزہ لیا گیا ہے۔ پاکستان اس دستاویز کے مطابق شرمناک حد تک پیچھے ہے۔ ہم 154 نمبر پر ہیں اور دنیا کے ان نو ممالک میں شامل ہیں جن میں امن کی صورتحال سب سے نازک ہے۔ حد تو یہ ہے کہ یمن، لبنان اور لیبیا ہم سے بہتر ہیں۔ ہم سے نیچے صرف آٹھ ملک ہیں جن میں عراق، شام، سوڈان، صومالیہ، کانگو اور افغانستان شامل ہیں۔ پاکستان سمیت ان تمام ممالک کے اردگرد سرخ دائرے لگے ہوئے ہیں۔ یہ رنگ اس شدت کی نشاندہی کرتا ہے جہاں امن صرف ایک معمولی سا لفظ ہے۔ اسکا کوئی مطلب نہیں۔

وطن عزیز کی جانب آتا ہوں۔ ہم جنوبی ایشیاء کے ممالک میں موجود ہیں۔ اس فہرست میں ہم نیچے سے دوسرے نمبر پر ہیں۔ بنگلہ دیش، بھوٹان اور نیپال ہم سے قدرے بہتر ہیں۔ پاکستان اور افغانستان کے متعلق درج ہے کہ ان ممالک میں داخلی عدم استحکام اور جنگ جاری رہے گی۔ ہمارے ملک کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسکے حالات مزید خراب ہوسکتے ہیں۔ Perceptions of Criminality، ہمارے ملک کے متعلق بے تحاشہ موجود ہے۔ میں اس جملے کا شائد صحیح ترجمہ نہ کر پاؤں۔ ہمارے معاشرے میں جرائم کے بڑھنے کا خدشہ برقرار ہے۔

اس رپورٹ کے اس حصے کی طرف آتا ہوں جس میں ہمارے ملک کی صورتحال کو حقائق کی روشنی میں دیکھا گیا ہے۔ جامع طریقے سے تین ایسے عناصر ہیں جو انتہائی اہم نوعیت کے ہیں۔ پہلا، معاشرہ اور تحفظ ہے۔ دوسرا، داخلی کشمکش اور لڑائی ہے۔ تیسرا معاشرے میں Militarisation ہے۔ انگریزی کے اس لفظ کو ترجمہ کرنے سے قاصر ہوں۔ شائد "عسکریت پسندی" اسکے نزدیک ترین ہو۔ آپ خود ان تینوں عناصر پر غور کریں۔ سمجھیے کہ یہ تمام رپورٹ جھوٹ کا ایک پلندہ ہے۔ اس میں کوئی بھی بات ٹھیک نہیں۔ یہ یہود اور ہندو کی سازش ہے۔ کیا آج ہم میں ہر شخص عدم تحفظ کا شکار نہیں؟ اگر آپ تھوڑے سے بھی صاحب حیثیت ہیں تو کیا آپ پرائیویٹ سیکیورٹی گارڈ نہیں رکھتے۔ کیا پولیس یا انتظامیہ کا کوئی اعلیٰ افسر درجنوں محافظوں کے بغیر اپنے دفتر آجا سکتا ہے۔ کیا سیاستدانوں کی واضح اکثریت بم پروف گاڑیوں کے بغیر کہیں جانے کا تصور بھی کرسکتی ہے۔ میں عام آدمی کی تو بات ہی نہیں کر رہا۔ وہ تو محض شناختی کارڈ ہیں۔ ہمارے ادنی نظام نے عام آدمی کو کیڑے مکوڑے کی سطح پر سانس لینے کی اجازت دی ہے۔ عجیب اَمر یہ ہے کہ عام آدمی نے بھی اپنی حیثیت قبول کرلی ہے۔ وہ ایک سطح سے اوپر سوچنے کیلئے تیار ہی نہیں ہے۔ یا شائد استطاعت ہی کھو چکا ہے۔

اب آپ داخلی کشمکش یا لڑائی کے نکتہ پر توجہ فرمائیے۔ ذاتی رویوں میں عدم برداشت تو خیر اب ہر شخص کی کہانی ہے۔ پورا معاشرہ کھینچا تانی میں مصروف ہے۔ کون سچا ہے اور کون غلط، کسی کو کچھ پتہ نہیں۔ داخلی جنگ زوروں پر ہے۔ ملک کے اکثر حصوں میں فوج اور رینجرز حالتِ جنگ میں مصروف کار ہیں۔ دہشت گرد، آج بھی محفوظ پناہ گاہیں تلاش کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ آج بھی جذباتیت میں شرابور سوچ والے لوگ ان قاتلوں، خودکش بمباروں اور مجرموں کو پناہ دینے میں عار نہیں سمجھتے۔ گنجان ترین آبادیوں سے لیکر جنگلوں تک یہ درندے پورے اسلحے کے ساتھ قیام پذیر ہیں۔ ایک آپریشن ہوتا ہے تو کوئی نعرہ لگاتا ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہوگیا۔ دوسرا فریق چند دن بعد، ایک اور اندوہناک واردات کرکے ثابت کردیتا ہے کہ نہیں، ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچا۔ ہم جہاں

چاہیں، جب چاہیں، کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ یہ داخلی جنگ کب ختم ہوگی۔ اسکے متعلق وثوق سے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا۔ مجموعی طور پر ہم ایک ایسی تاریک سرنگ میں سفر کر رہے ہیں، جسکی طوالت کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ عسکریت پسندی کی طرف آئیے۔ آپکو شدت پسندی اور عسکریت پسندی میں اضافہ ہر جانب نظر آئیگا۔ معاشرے کے کسی حصے پر نظر دوڑائیے۔ اندازہ ہوگا کہ رواداری اور نرم خوئی کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اکثر لوگ شدت پسندی اور اسکے ساتھ جڑے ہوئے الفاظ کو ایک مخصوص مذہبی حلقے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ مگر شدت پسندی نے تو معاشرے کے ہر انسان کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ سڑکوں پر ٹریفک کا چھوٹا سا حادثہ ہو جائے تو لوگ ایک دوسرے سے سرِ عام لڑنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ آپ پولیس اسٹیشن کو رہنے دیجئے۔ آپ کسی ہسپتال میں چلے جائیے۔ اسکا عملہ آپ سے اس بے دردی سے بات کریگا جیسے آپ پر کوئی بہت بڑا احسان کر رہا ہے۔ عسکریت پسندی بھی اب ہر طرف کھل کر رقص کر رہی ہے۔ ان تینوں عناصر نے پاکستان کو اقتصادی طور پر 67 بلین ڈالر کا نقصان پہنچایا ہے۔

ان تین عناصر کے علاوہ پچیس ایسے اجزاء ہیں جن سے ملک کی امن وامان کی صورتحال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ محض چند کا ذکر پاؤنگا۔ سیاسی عدم استحکام ان میں سے ایک ہے۔ اس پر کیا بات کی جائے۔ بدقسمتی سے کسی بھی جمہوری حکومت کو چلنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ آپ یہاں کسی فرشتے کو بھی صدر، وزیراعظم یا وزیراعلیٰ بنا دیں۔ چند مہینوں بعد اسکی اتنی کردار کشی ہو جائیگی کہ وہ فرشتہ گھبرا کر دوسروں سے معلوم کرتا پھرے گا کہ کہیں میں شیطان میں تبدیل تو نہیں ہو گیا۔ قطعاً یہ عرض نہیں کر رہا کہ ہمارے جمہوری نظام انتہائی اعلیٰ درجے کے ہیں۔ مگر المیہ یہ ہے کہ جب اس ملک پر فوج قابض ہو جاتی ہے تو ماتم شروع کر دیا جاتا ہے کہ ملک کو صرف جمہوریت بچا سکتی ہے۔ جب جمہوریت اور پارلیمنٹ کی حکومت ہوتی ہے تو پھر کوئلوں پر ماتم شروع ہا جاتا ہے کہ بس سب کچھ لُٹ چکا ہے۔ اب صرف فوج ہی سب کچھ ٹھیک کر سکتی ہے۔ صاحبان! ہم لوگ مجموعہ تضادات ہیں۔ عجیب بکھرے ہوئے لوگ۔ غیر قانونی اسلحہ کی دستیابی پر نظر ڈالیے۔ اپنے آپ سے سوال پوچھیے کہ کیا غیر قانونی اسلحہ خریدنا مشکل ہے۔ قطعاً نہیں۔ جس طرح کا بھی اسلحہ خریدنا چاہیں، آپ کو گھر پر فراہم کر دیا جائیگا۔ خریدنے کیلئے پیسے ہونے چاہیے۔ خریدنا تو دور کی بات اب تو مہلک اسلحہ کرایہ پر بھی دستیاب ہے۔ آپ زرضمانت جمع کروائیں اور کسی بھی طرح کی فرمائش کریں۔ آپ کو فوراً وہ خوفناک اسلحہ فراہم کر دیا جائیگا۔ ایک انتہائی عجیب نکتہ، اس رپورٹ میں درج ہے اور ہمارا ملک اس میں سرِ فہرست ہے۔ اسکا عنوان "سیاسی خوف یا ڈر" (Political Terror) ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارا مقتدر طبقہ خوف کے ہتھیار سے لوگوں پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ اس میں وہ مکمل طور پر کامیاب ہیں۔

ایسے لگتا ہے کہ یہ رپورٹ مکمل طور پر جعلی ہے۔ ہمارے ملک میں مکمل طور پر امن اور شادمانی ہے۔ اسطرح کی رپورٹیں ہمارے عظیم ملک کے متعلق مسلسل سازشوں کی ایک معمولی سی کڑی ہے۔ ہم بالکل ٹھیک ہیں اور باقی سب غلط ہیں۔ اصل المیہ ہی سچ سے ڈرنا اور گھبرانا ہے۔ ہمارا سچ سے کیا تعلق؟

راؤ منظر حیات

Dated:15 April 2016